Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶-۴۲ | ہفتہ ۴ رجب ۱۴۱۲ھ، ۱۱ رصلح ۱۳۷۱ہش، ۱۱ رجنوری ۱۹۹۲ء | نمبر ۸

روس کے لوگ ہمیں بلا رہے ہیں

"روس کے متعلق میں نے اعلان کیا تھا کہ ہمیں ایسے واقفین کی ضرورت ہے جو عارضی طور پر روس میں جا کر (دینِ حق) کا پیغام پہنچائیں۔ ضرورت بہت تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے۔ اور روس کے مختلف علاقوں سے آوازیں بلند ہو رہی ہیں کہ ہماری طرف آؤ۔ ہماری طرف آؤ۔ ہمارے پاس مستقل آدمی بھیجو۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"قبض اس حالت کا نام ہے جبکہ ایک غفلت کا پردہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے اور خدا کی طرف محبت کم ہوتی ہے اور طرح طرح کے فکر اور رنج اور غم اور اسبابِ دنیوی میں مشغول ہو جاتا ہے اور بسط اس کا نام ہے کہ انسان دُنیا سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف رجوع کرے اور موت کو ہر وقت یاد رکھے۔ جب تک اس کو اپنی موت بخوبی یاد نہیں ہوتی وہ اس حالت تک نہیں پہنچ سکتا۔ موت تو ہر وقت قریب آتی جاتی ہے کوئی آدمی ایسا نہیں جس کے قریبی رشتہ دار فوت نہیں ہو چکے اور آج کل تو وبا سے گھر کے گھر صاف ہوتے جاتے ہیں اور موت کے لئے طبیعت پر زور دے کر سوچنے کی حاجت ہی نہیں رہی۔

یہ حالتیں قبض اور بسط کی اس شخص کو پیدا ہوتی ہیں جس کو موت یاد نہیں ہوتی۔ کیونکہ تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ بعض دفعہ انسان قبض کی حالت میں ہوتا ہے اور ایک ناگہانی حادثہ پیش آجانے سے وہ حالتِ قبض معاً دُور ہو جاتی ہے جیسے کوئی زلزلہ آجاوے یا موت کا حادثہ ہو جاوے تو ساتھ ہی اس کا انشراح ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قبض اصل میں ایک عارضی شَے ہے جو کہ موت کو بہت یاد کرنے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا پیوست ہو جانے سے دُور ہو جاتی ہے اور پھر بسط کی حالت دائمی ہو جاتی ہے۔ عارفوں کو قبض کی حالت بہت کم ہوتی ہے نادان انسان سمجھتا ہے کہ دُنیا بہت دیر رہنے کی جگہ ہے میں پھر نیکی کر لوں گا۔ اس واسطے غلطی کرتا ہے اور عارف سمجھتا ہے کہ آج کا دن جو ہے یہ غنیمت ہے۔ خدا معلوم کل زندگی ہے کہ نہیں۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۹۳ و ۱۹۴)

رحمانیت اور رحیمیت کے جلووں پر غور کرتے رہیں

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جب آپ "تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے" کہتے ہیں اور ربوبیت کے نظارے اپنے ذہن میں تصویر کی طرح گھماتے ہیں تو اپنے گردوپیش، اپنی ذات میں، اپنی اولاد کی صورت میں، اپنے ماں باپ کی صورت میں، اپنے دوستوں کی صورت میں، اپنے معلمین کی صورت میں ہر طرف سے آپ کو ربوبیت کے نظارے مختلف شکلوں میں دکھائی دینے لگیں گے اور جس دن کی جو نماز ہے اس دن جو خاص ربوبیت کا اثر دل پر پڑنے والی بات ہے وہ نمایاں طور پر اپنے ذہن میں آپ حاضر کر سکتے ہیں اور روزمرہ کے بدلتے ہوئے تجارب کے ساتھ ساتھ ربوبیت کے مختلف نقشے آپ کے ذہن میں ابھر سکتے ہیں اور جب آپ رحمانیت میں داخل ہوں تو آپ کے حواس خمسہ نے اس دن آپ کو جو بھی لذت پہنچائی ہے وہ لذت حمد میں تبدیل ہو جائے گی۔ آپ اس وقت نماز پڑھتے ہوئے یہ سوچ سکتے ہیں کہ (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے) بے حد رحم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے) ایسا عجیب ہے میرا رب کہ ساری کائنات کا نظام اس نے سنبھالا ہوا ہے۔ تمام کائنات کی ربوبیت فرما رہا ہے اور کسی کے حال سے کسی کی ضرورتوں سے غافل نہیں ہے لیکن ضرورتیں ایسی پوری کرتا ہے کہ ضرورت پورا کرتے وقت ضرورت سے زیادہ یعنی کم سے کم ضرورت سے زیادہ لذتیں عطا کر

باقی صہ پر

ماہِ صیام میں حفّاظ کی ضرورت

"اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ماہ صیام مارچ ۱۹۹۲ء کے پہلے عشرہ میں شروع ہو رہا ہے۔ جس کے لئے نظارت ہذا کو ان حفاظ کرام کے پتہ جات درکار ہیں جو ماہ صیام میں مرکز کے انتظام کے ماتحت مختلف جماعتوں میں جا سکیں۔ وہ خود نیز امراء و صدر صاحبان ایسے حفاظ کے پتہ جات ۱۰ فروری ۹۲ء تک دفتر نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ کو بھجوا دیں۔ تا پروگرام کے مطابق بروقت ان کو بھجوایا جا سکے۔

اسی طرح جن جماعتوں کو ضرورت ہو وہ بھی اپنی درخواستیں اس تاریخ تک نظارت ہذا کو بھجوا دیں۔

نمایاں کامیابی

مکرم چوہدری ریاض احمد صاحب ڈائریکٹر شاہنواز لمیٹڈ لاہور کی صاحبزادی عزیزہ عائشہ ریاض نے بی۔ فارمیسی فائنل امتحان میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔ اس سے قبل پنجاب یونیورسٹی کے اس چار سالہ ڈگری کورس کے پہلے تین پروفیشنلز میں بھی ایک سال دوئم اور دوسرے دو سالوں میں اوّل پوزیشن حاصل کر کے گولڈ میڈل اور یونیورسٹی وظائف کے علاوہ صدارتی سکالرشپ بھی حاصل کر چکی ہے۔ نیز انکی چھوٹی بہن رابعہ ریاض نے بھی ایک معروف کمپیوٹر کالج این۔ سی۔ ایس سے ڈپلومہ کورس مکمل کر کے اوّل پوزیشن حاصل کی اور ۴۵۰۰/- روپے نقد انعام حاصل کیا۔ عزیزہ اپنے کورس میں سب سے کم عمر اور نسبتاً کم تعلیم یافتہ تھیں۔

دونوں بچیاں سلسلہ احمدیہ کے دو مخلص خادموں مکرم کرنل نظام الدین صاحب آف ہنجگرائیں ضلع سیالکوٹ کی پوتیاں اور مکرم چوہدری اعظم علی صاحب ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج آف کر تو ضلع شیخو پورہ کی نواسیاں ہیں۔

احباب انکی مزید اعلیٰ دینی و دنیاوی کامیابیوں کے لئے دعا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۱ر صلح ۱۳۷۱ہش ۱۱ر جنوری ۱۹۹۲ء

خلوصِ نصیحت

کہتے ہیں کہ نصیحت کرنا سب سے آسان ہے اور نصیحت پر عمل کرنا سب سے مشکل۔ لیکن نصیحت ہے ایسی بات کہ انسان کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے آپ نے دیکھا ہوگا کہ دو بچے کھیل رہے ہوں یا کوئی کام کر رہے ہوں تو ان میں سے جو دوسرے سے ایک دن بھی بڑا ہوگا ہر بات میں نصیحت کرے گا۔ یوں نہ کرو اور یوں نہ کرو۔ گر نہ جانا چوٹ نہ لگ جائے بلکہ بعض اوقات اس طرح نصیحت کرنے میں سختی بھی آجاتی ہے اور پھر بڑوں کو کہنا پڑتا ہے کہ آرام سے بات کرو۔ نرمی سے سمجھاؤ۔

اور بڑوں کا نصیحت کرنا بھی ایک فطری سی بات ہے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات یہ نصیحت کا عمل ٹوکا ٹاکی تک جا پہنچتا ہے اور دوسروں کو برا بھی لگتا ہے۔ اس لئے بعض اوقات وہ شخص جسے نصیحت کی جائے زچ ہو جاتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ آپ اپنے کام سے کام رکھیں۔ میں جیوں یا مروں مجھ سے آپ کو کیا مطلب۔

ان ساری باتوں کو سامنے رکھیں تو نصیحت کے متعلق کئی باتیں سامنے آتی ہیں۔ نصیحت کیسے کرنی چاہیئے۔ اور کس وقت کرنی چاہیئے۔ ہر وقت بھی تو نصیحت کے لئے مناسب نہیں ہوتا۔ نصیحت کو کارگر بنانے کے لئے کسی موزوں وقت میں نصیحت کی جانی چاہیئے تاکہ جسے نصیحت کرنا مقصود ہے وہ سننے اور عمل کے لئے تیار ہو جائے۔ اور اسی طرح نصیحت کا انداز بھی بہت اہم ہے۔ اگر نصیحت اس طرح کی جائے جس طرح کسی کے سر پر پتھر دے مارتے ہیں تو یقیناً نہ صرف انقباض پیدا ہوگا بلکہ احتجاج بھی۔

اور اگر نصیحت اخلاص اور دردِ دل سے کی جائے اور مقصد یہ بھی ہو کہ کاش جسے نصیحت کی گئی ہے وہ اس پر عمل کرکے فائدہ اٹھائے۔ اپنی زندگی کو بہتر بنائے تو ضروری ہے کہ نصیحت کرنا ہی آخری بات نہ ہو بلکہ اس کا پیچھا کیا جائے کہ نصیحت پر عمل کیا جا رہا ہے۔ آخر مقصد تو دوسرے شخص کی بہبود ہے نا۔ اس سلسلہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔ "بعض لوگ اس رنگ میں نصیحت کرتے ہیں کہ گلے سے بات اتاری اور کہتے ہیں ٹھیک ہے ہم نے جو کہہ دیا کہہ دیا اب آگے تم جانو اور تمہارا کام جانے اور کچھ لوگ ہیں جو نصیحت کرنے کے بعد اس کے اثر کو دیکھتے ہیں۔ اثر نہیں پڑتا تو ان کا دل غم سے ہلکان ہونے لگتا ہے۔"

یہ ہے دراصل نصیحت کے خلوص کا معیار۔ ہر نصیحت اسی خلوص سے کی جائے تو کارگر ہوتی ہے۔

میں نہ جاتا تھا مجھے کوئی بلا کر لے گیا
میری ساری آرزوؤں کو منا کر لے گیا

دِل کہاں تک ہم بچاتے دستبردِ یار سے
بازوئے ناآزمودہ آزما کر لے گیا

لُٹ نہ جائے میکدہ، بادہ گسارو دوڑنا
دیکھنا واعظ بغل میں کیا دبا کر لے گیا

انجمن میں ہاتھ ملتے رہ گئے سارے حریف
انجمن سے اِک طرف مجھ کو بلا کر لے گیا

کیف کم کم تھا ابھی، آنے لگا تھا کچھ سرور
کوئی آیا ساغر و مینا اُٹھا کر لے گیا

رنگِ محفل، رنگِ مستی، رنگِ مے، رنگِ بہار
رنگ سارے وقت کا سورج اُڑا کر لے گیا

میں نہ اُس کی مانتا، اعجاز لیکن کیا کروں
اس ادا سے میرے پاس آیا منا کر لے گیا

سعید احمد اعجاز

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت فضلِ عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

"میں نے جنگ عظیم کا ایک واقعہ پہلے بھی کئی بار سنایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے وقت میں دہریہ بھی خدا تعالیٰ پر ایمان لے آتے ہیں۔ ۱۹۱۸ء میں جب جرمنی نے اپنی ساری طاقت جمع کرکے اتحادی افواج پر حملہ کر دیا تو انگریزی فوج پر ایک ایسا وقت آیا کہ کوئی صورت اس کے بچاؤ کی نہ رہی۔ سات میل لمبی لائن تہ و بالا ہو گئی۔ کچھ حصہ فوج کا ایک طرف سمٹ گیا اور کچھ حصہ دوسری طرف۔ اور درمیان میں اتنا خلاء پیدا ہو گیا کہ جرمنی افواج وہاں سے گذر کر پیچھے سے حملہ کرکے تمام فوج کو تباہ کر سکتی تھیں۔ اس وقت جرنیل نے کمانڈر انچیف کو اطلاع دی کہ یہ حالت ہے اور میرے پاس اتنے سپاہی نہیں کہ اس صف کو درست کیا جا سکے۔ یہ ایسی حالت تھی کہ وہ سمجھتے تھے آج ہماری تمام فوج تباہ ہو جائے گی اور انگلستان اور فرانس کا نام و نشان دنیا سے مٹ جائے گا۔ انگریزی کمانڈر انچیف نے اسی وقت وزارت کو تار دی کہ یہ وقت انتہائی بے بسی کا ہے۔ ہماری صف ٹوٹ چکی ہے اور ہر لحظہ تباہی کا خطرہ لاحق ہے۔ جب یہ تار پہنچا تو وزیر اعظم دیگر وزراء کے ساتھ مل کر کوئی مشورہ کر رہا تھا۔ اس وقت فوج نہ تو موجود ہی تھی۔ اور اگر موجود بھی ہوتی تو بروقت امداد کے لئے نہیں پہنچ سکتی تھی۔ بے شک یورپ کا مذہب عیسائیت ہے لیکن اگر اس کی چھان بین کی جائے تو وہ اندر سے بالکل کھوکھلا ہے۔ اور اہلِ یورپ درحقیقت مادہ پرست اور دہریہ ہیں۔ لیکن اس وقت مادہ پرست یورپ جس کی نگاہ کبھی

باقی صـ۷ـ پر

وہ کسی اور کا ہوگا جو سنبھل جاتا ہے
ان سے ملتا ہے مرا دل تو مچل جاتا ہے
یوں تو کہتا ہے کہ میں اشک بداماں نہ چلوں
چلنے لگتا ہے تو یہ عزم بدل جاتا ہے

ـــــ ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخلاقِ فاضلہ — ارشادات حضرت فضل عمر۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے

روحانی امراض

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ بسا اوقات امراض روحانی وہم سے بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ جیسے وہم سے جسمانی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں ایسے ہی وہم سے روحانی بیماریاں بھی لگ جاتی ہیں۔ میرا اپنا ہی تجربہ ہے۔ جب میں طب پڑھنے لگا تو جو بیماری پڑھتا تھا اس کے متعلق خیال ہوتا تھا کہ یہ تو مجھ میں بھی ہے۔ میں یہ خیال کرتا تھا کہ شائد یہ میرا ہی حال ہو گا لیکن ایک ڈاکٹری کے طالب علم نے مجھے بتایا کہ ان کے استاد نے جماعت کو نصیحت کی تھی کہ طلباء کو اس قسم کا وہم ہوا کرتا ہے۔ انہیں اس میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے۔ اس لئے میں آپ لوگوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ ایسا نہ ہو روحانی بیماریوں کا خیال کر کے یہ سمجھنے لگ جاؤ کہ یہ ہم میں بھی ہے اور اس طرح خواہ مخواہ اپنے آپ کو ان بیماریوں میں مبتلا کر لو۔ سنا ہے ایک استاد تھا جو لڑکوں پر بڑا ظلم کرتا تھا۔ ایک دن لڑکوں نے ارادہ کیا۔ کسی طرح چھٹی لینی چاہیئے۔ ایک لڑکے نے کہا اگر میرا ساتھ دو تو میں چھٹی لے دیتا ہوں۔ میں جا کر کہوں گا۔ استاد جی! آپ کو آج کیا ہوا ہے۔ آپ کا چہرہ زرد معلوم ہوتا ہے۔ پھر تم آنا اور میری تائید کرنا۔ لڑکوں نے یہ تجویز مان لی۔ اس پر اس لڑکے نے جا کر کہا۔ استاد جی! خیریت ہے۔ استاد نے کہا کیا بکتا ہے۔ اپنا کام کرو۔ اس نے کہا آپ کا چہرہ زرد معلوم ہوتا ہے اس پر استاد نے اسے گالیاں دیں اور دوسرا ایک اور آگیا۔ اس نے آکر بھی یہی کہا اسے بھی گالیاں دیں مگر پہلے کی نسبت کم۔ آخر لڑکوں نے باری باری آنا اور یہی کہنا شروع کیا۔ چھٹے، ساتویں لڑکے تک استاد جی نے اتنا مان لیا کہ ذرا طبیعت خراب ہے تم تو یونہی پیچھے پڑ گئے ہو۔ جب پندرہ سولہ لڑکوں نے کہا تو استاد جی کہنے لگے کچھ حرارت سی معلوم ہوتی ہے۔ اچھا لیٹ جاتا ہوں یہ خیال کرتے کرتے اس کو بخار ہو گیا اور لڑکوں کو چھٹی دے کر گھر چلا گیا۔ لڑکوں نے گھر جا کر اپنی ماؤں سے کہا کہ استاد جی بیمار ہو گئے ہیں۔ ان کی عیادت کرنی چاہیئے۔ جب عورتیں ان کے گھر جانے لگیں اور اظہار ہمدردی کرنے لگیں تو اس نے سمجھا میں تو بہت سخت بیمار ہوں۔ آخر اسی بیماری میں وہ مر گیا۔

یہ تو ایک لطیفہ ہے۔ مگر یورپ میں تحقیقات کی گئی ہے کہ جب سے پیٹنٹ ادویات نکلی ہیں۔ امراض بڑھ گئی ہیں۔ ان دوائیوں کے اشتہار میں مشتہر اس قدر مبالغہ کرتے ہیں کہ ساری مرضیں لکھ کر رکھ دیتے ہیں کہ یہ دوا ان سب بیماریوں کے لئے مفید ہے۔ پڑھنے والے کسی نہ کسی مرض میں اپنے آپ کو مبتلا سمجھ کر منگوا لیتے ہیں اور پھر ان کا وہم ترقی کرتا ہے تا فی الحقیقت انہیں بیمار بنا دیتا ہے پس وہم میں بھی نہیں پڑنا چاہیئے۔

دوسری بات یہ سمجھ لو جو قومی طور پر بھی ضروری ہے کہ اشاعت فاحشہ نہ ہو۔ کئی لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ خواہ مخواہ لوگوں کو بدنام کرنے کے لئے کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ یہاں کے سب لوگ بدمعاش اور دوسروں کا حق مارنے والے ہیں پہلے تو کچھ لوگ اس کے خلاف آواز اٹھانے والے بھی ہوتے ہیں۔ مگر پھر وہ بھی یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ اگر ایسے لوگ ہیں تو اپنے گھر ہیں، ہمیں ان سے کیا۔ پھر اس سے آگے بڑھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ایسے لوگ ہیں تو سہی مگر ہم کیا کریں پھر آہستہ آہستہ یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ وہ بھی کہنے لگ جاتے ہیں کہ سب لوگ بدمعاملہ اور بدمعاش ہو گئے ہیں۔ ایسے لوگوں کی بات پر کان نہیں دھرنا چاہیئے۔ ورنہ خود بھی انسان اس برائی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کسی پر الزام لگاتا ہے وہ خود ایسا ہی ہو جاتا ہے۔ اس طرح قومیں برباد ہو جاتی ہیں۔ اس لئے جو شخص فواحش کی اشاعت کرے اس کا مقابلہ کرنا چاہیئے اور اس سے مطالبہ کرنا چاہیئے کہ جو بُرا ہے اس کا نام لو۔ عام بات کیوں کہتے ہو کہ سب لوگ ایسے ہو گئے ہیں جو بُرا ہے اس کا نام بتاؤ۔ اور جس برائی میں وہ مبتلا ہے وہ بھی بتاؤ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو قوم کے متعلق کہتا ہے کہ بد ہو گئی وہی شخص ان کو بدکار بنا دے گا۔ یعنی لوگوں کو کہنا کہ ہماری قوم بُری ہو گئی یہ خیال قوم کو ویسا ہی بنا دے گا۔ تو ہمیشہ ایسے قومی دشمن کا مقابلہ کرنا چاہیئے جو فحش کی اشاعت کرتا اور قوم کو بُرا کہتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی کہتا ہوں کہ جو قوم نڈر ہو جاتی ہے وہ بھی تباہ ہو جاتی ہے۔ اس لئے اصل علاج یہ ہے کہ ایسے ہر امر کو جو کسی کی برائی کے متعلق ہو اُسے اولوالامر تک پہنچانا چاہیئے۔ تاکہ وہ اس کی تحقیقات کرے اور پھر اگر وہ نقص ٹھیک ہو تو اس کی اصلاح کی کوشش کرے۔

تقرری کا اصول

سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) فرماتے ہیں۔

لوگوں کا قاعدہ ہوتا ہے کہ امراء سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہزاروں قسم کی تدابیر سے کام لیتے ہیں۔ اور جب ان کے مزاج میں دخل پیدا ہو جاتا ہے تو اپنی منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں اور جو کہتے ہیں وہ امراء مان لیتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے محتاط تھے کہ آپؐ کے دربار میں بالکل یہ بات نہ چل سکتی تھی۔ آپؐ کبھی کسی کے کہنے میں نہ آتے تھے۔ اور آپؐ کے حضور میں باتیں بنا کر اور آپؐ کو خوش کر کے یا خوشامد سے یا سفارش سے کام نہ چل سکتا تھا۔ آپؐ کا طریق عمل یہ تھا کہ آپؐ تمام عہدوں پر ایسے ہی آدمیوں کو مقرر فرماتے تھے جن کو اُن کے لائق سمجھتے تھے کیونکہ بصورتِ دیگر خطرہ ہو سکتا ہے کہ رعایا یا حکومت کو نقصان پہنچے یا خود عُمّال کا ہی دین خراب ہو۔ پس کبھی کسی عہدے پر سفارش یا درخواست سے کسی کا تقرر نہ فرماتے۔ اور وہ نظارے جو دنیاوی بادشاہوں کے درباروں میں نظر آتے ہیں دربار نبوت میں بالکل معدوم تھے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں "میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے ساتھ اشعری قبیلہ کے دو اور آدمی بھی تھے۔ ان دونوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ انہیں کوئی ملازمت دی جائے۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے علم نہ تھا کہ یہ کوئی ملازمت چاہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم اسے جو خود خواہش کرے اپنے عمال میں ہرگز نہیں مقرر کریں گے یا فرمایا کہ نہیں مقرر کریں گے"۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی نوع انسان کی بہتری کا کتنا خیال تھا۔ اللہ! اللہ!! یا تو یہ زمانہ ہے کہ حکومتوں کے بڑے سے بڑے عہدے درخواست کرنے پر ملتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احتیاط تھی کہ درخواست کرنے والے کو کوئی عہدہ ہی نہیں دیتے تھے۔

در حقیقت اگر غور کیا جائے تو ایک شخص جب کسی عہدے کی خود درخواست کرتا ہے تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ اسکی کوئی غرض ہے۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ اس عہدہ پر قائم ہو کر وہ لوگوں کو دکھ دے اور اُن کے اموال پر دست اندازی کرے۔ مگر جس شخص کو اسکی درخواست کے بغیر کسی عہدہ پر مامور کیا جائے تو اس سے بہت کچھ امید ہو سکتی ہے۔ کہ وہ عدل و انصاف سے کام لے گا۔ اور لوگوں کے حقوق کو تلف نہ کرے گا کیونکہ اسے اس عہدہ کی خواہش ہی نہ تھی بلکہ خود بخود اسے سپرد کیا گیا ہے دوسرے یہ بھی بات ہے کہ جب حاکم یہ فیصلہ کر دے کہ جو شخص خود کسی عہدہ کی درخواست کرے یا کسی سے سفارش کروائے اسے کوئی عہدہ دینا ہی نہیں تو اس سے یہ بڑا فائدہ ہوتا ہے کہ آئندہ کے لئے جائز و ناجائز وسائل سے حکام کے مزاج میں دخل پیدا کرنیکا بالکل سدباب ہو جاتا ہے اور خوشامد بند ہو جاتی ہے کیونکہ حکام سے رسوخ پیدا کرنے یا ان کی جھوٹی خوشامد کرنے سے یہی غرض ہوتی ہے کہ کچھ نفع حاصل کیا جائے۔ پس جب حاکم یہ فیصلہ کر دے کہ جو خود درخواست کرے گا اسے کسی عہدہ پر مامور نہ کیا جائے گا۔ تو ان تمام باتوں کا سدِ باب ہو جاتا ہے اور گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس پاک ان عیبوں سے بالکل پاک تھا۔ کہ آپ کی نسبت یہ خیال کیا جا سکے کہ آپؐ کسی کی بات میں آجائیں گے۔ مگر آپؐ نے اس طریق عمل سے مسلمانوں کیلئے ایک نہائت شاندار سڑک تیار کر دی ہے جس پر چل کر وہ حکومت کی بہت سی خرابیوں سے بچ سکتے ہیں۔

دین کی خدمت

حضرت فضل عمر فرماتے ہیں۔

میں تو دین حق کے لئے بھیک مانگنے سے بھی نہیں ڈرتا اور میں دین حق کے لئے جھولی ڈالنے کے لئے تیار ہوں اور اگر میری اولاد میں سے کوئی ایسا ہو جو دین حق کے لئے بھیک مانگنا پسند نہ کرتا ہو تو میں اس کی شکل تک دیکھنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اگر میرے پاس دس آدمی بھی اپنے آپ کو دین حق کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائیں تو ہمیں کسی قسم کی مایوسی نہ ہو گی۔ ایمان کی طاقت کے مقابلے میں کسی اور کی طاقت ہی کیا ہے جو ٹھہر سکے۔ یہ جو انتظام نظر آتے ہیں۔ صیغے بنے ہوئے ہیں۔ کارکن مقرر ہیں یہ تو محض اس لئے ہے کہ وسیع طور پر کام کیا جا سکے لیکن اگر اصل کام ہی رک جائے اور اس میں ضعف شروع ہو جائے تو پھر ہمیں کوئی ضرورت نہیں مدرسوں کی۔ کوئی ضرورت نہیں صیغوں کی۔ کوئی ضرورت نہیں دفتروں کی۔ ہم ان سب کو توڑ دیں گے اور خود دنیا میں نکل جائیں گے تاکہ دین کی خدمت کر سکیں ان مٹی کی عمارتوں کو ہم نے

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

بنی اسرائیل جب مصر سے نکل کر کنعان کی طرف آئے تو جس علاقہ میں سے انہیں گذرنا پڑا وہ بہت غیر آباد تھا اور دور دراز فاصلہ پر بعض شہر آباد تھے۔ اب تک یہ علاقہ ایسا ہی ہے اور اب بھی اس علاقہ سے گذرنا کوئی آسان کام نہیں۔ بیشک اس علاقہ میں اب ریل جاری ہو گئی ہے اور سفر میں سہولتیں پیدا ہو گئی ہیں لیکن اس کی غیر آبادی میں اب بھی کوئی فرق نہیں آیا۔ کیونکہ یہ علاقہ آبادی کے قابل زمینوں سے خالی ہے۔ اور بے آب و گیاہ میدانوں پر مشتمل ہے ترکوں نے جنگِ عظیم میں بہت کوشش کی کہ کسی طرح مصر میں داخل ہو کر انگلستان اور ہندوستان کے تعلقات قطع کر دیں۔ لیکن پانی کی دقت اور سامان خورد و نوش کی کمی کی وجہ سے عقلوں کو حیرت میں ڈال دینے والی قربانی کے باوجود وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ انگریزوں نے بھی شروع میں بہت زور مارا لیکن خشک اور چٹیل میدانوں کی وجہ سے وہ بھی سویز کے راستہ سے فلسطین میں داخل نہ ہو سکے۔ آخر جنرل ایلن بی نے نیل سے پانی لے کر سویز کے اوپر سے نلوں کے ذریعے سے پانی گذارا اور اس علاقہ کو جو بڑے شہروں کے لئے ناقابل تھا قابل سکونت بنا لیا۔ صلیبی جنگوں کے وقت جب فلسطین اور شام کے محاذ پر یورپ کی تمام اقوام کے منتخب بہادر اس نیت سے ڈیرے ڈالے پڑے تھے کہ اسلام کے بڑھنے والے سیلاب کو روک دیں اس وقت بھی دشت سینا مسلمانوں اور مسیحیوں سے راستہ دینے کا ٹیکس لیتا رہا تھا۔ نویں صدی کے آخر اور دسویں صدی کے ابتدائی حصہ میں نامعلوم کتنے اسلامی اور مسیحی لشکر پانی نہ ملنے اور کھانے کی کمی کے سبب اس دشت میں تباہ ہو گئے تھے۔

پانی کی کمی کے سبب گذرنے والے قافلوں کو لازماً ان چشموں یا تالابوں کے پاس سے گذرنا پڑتا تھا جو کہیں کہیں اس دشت میں پائے جاتے تھے اور اس وجہ سے جو فریق بھی غالب ہوتا تھا اسے دوسرے فریق کے آدمیوں کو مارنے کا ایک آسان بہانہ مل جاتا تھا کیونکہ تھوڑے سے آدمی ان چشموں یا تالابوں پر مقرر کر دینے سے بھی اس بات کی کافی ضمانت ہو جاتی تھی کہ حریف کے آدمی نقصان اٹھائے بغیر مصر سے فلسطین کی طرف نہیں جا سکتے۔

چنانچہ اسامہ بن منقذ اپنی کتاب "الاعتبار" میں لکھتے ہیں کہ الجعفر نامی چشمہ جو مصر اور فلسطین کے درمیان تھا کسی وقت فرنگیوں سے خالی نہیں ہوتا تھا۔ ہمیشہ اس جگہ سے لوگوں کو بچ کر جانا پڑتا تھا۔ ایک دفعہ انہیں سیف الدین ابن سالار وزیر مصر نے شاہ نور الدین کے پاس بھیجا کہ وہ طبریہ پر حملہ کریں تو ہم مصر سے غزہ پر حملہ کر کے فرنگیوں کو وہاں قلعہ بنانے سے روک دیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم الجعفر چشمہ پر پہنچے تو اتفاقاً اس وقت وہاں فرنگی موجود نہ تھے۔ لیکن طے قبیلہ میں سے بنو ابی خاندان کے کچھ لوگ وہاں تھے جن کے جسم پر چمڑے کے سوا گوشت کا نام و نشان تک نہ تھا۔ آنکھیں باہر نکلی ہوئی تھیں اور بالکل بدحال ہو رہے تھے۔ وہ کہتے ہیں میں نے ان سے پوچھا تم لوگ یہاں کس طرح گذارا کرتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ مردار کی ہڈیاں اُبال کر اس پر گذارا کرتے ہیں اور کوئی چیز کھانے کی یہاں نہیں ہے۔ ان کے کُتّے بھی اس پر گذارا کرتے تھے۔ ہاں گھوڑے چشمے کے ارد گرد کسی گھاس پر گذارا کرتے تھے۔ اسامہ لکھتے ہیں کہ میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم لوگ یہاں اس حالت میں کیوں پڑے ہو۔ دمشق کی طرف کیوں نہیں چلے جاتے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ اس خیال سے کہ وہاں کی وباؤں سے ہمیں نقصان نہ پہنچے۔ اسامہ حیرت کا اظہار کرتے ہیں کہ کیسے بیوقوف لوگ تھے۔ ان کی اس وقت کی حالت سے بڑھ کر وبا کیا نقصان پہنچا سکتی تھی۔

غرض دشت سینا ایسا خطرناک علاقہ ہے کہ بڑی جماعتوں کے لئے بھی بغیر خاص انتظام کے اس میں سے گذرنا مشکل ہے۔ اور اس میں قیام کرنا تو اَور بھی مصیبت ہے۔ پھر بنی اسرائیل جن کے ۲۰ سال سے زائد عمر کے نوجوانوں میں سے جنگی خدمت کے قابل مردوں کی تعداد چھ لاکھ سے زیادہ بتائی گئی ہے۔ (یہ تعداد بائبل کی رُو سے ہے ورنہ ہم اس کو صریح غلط سمجھتے ہیں۔ قرآن کریم اس بارہ میں یہ فرماتا ہے کہ وہ ساری قوم اس وقت ہزاروں کی تعداد میں تھی۔ اور قرآنی بیان ہی عقل کے مطابق اور سچا ہے) اور جو بے سرو سامانی کی حالت میں مصر سے بھاگے تھے۔ اس علاقے میں سے کس طرح گذرے اور کس طرح ۳۸ سال تک اس علاقے میں انہوں نے بسر کیا؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جو صدیوں سے دنیا کو حیرت میں ڈال رہا ہے بائبل نے اس کا جواب منّ کے نزول اور حورب کی چٹان میں بارہ چشموں کے پھوٹنے کے معجزہ سے دیا ہے۔ وہ بتاتی ہے کہ اس مظلوم قوم کی خدا تعالیٰ نے مدد کی اور اپنے فضل سے اس نے ان کے لئے کھانے اور پینے کا سامان مہیا کیا۔ میں اس وقت پانی کی تحقیقات کو چھوڑتا ہوں اور صرف مَن کی تحقیق کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

بائبل کا بیان پڑھنے کے بعد طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ (۱) مَن کیا چیز تھی؟

(۲) کیا اس کا وجود معجزانہ تھا؟

(۳) کیا بنی اسرائیل اسے کھا کر ایک طویل مدت تک زندگی بسر کر سکتے تھے۔ پہلے سوال کا جواب دیتے وقت خود بخود یہ سوال بھی پیدا ہوتا تھا کہ اس غذا کو مَن کا نام بنی اسرائیل نے دیا تھا یا پہلے سے اس کا یہ نام تھا۔ اگر بنی اسرائیل نے اسے اس نام سے پکارا تو کیوں؟ کیا اس غذا کی کسی اندرونی خاصیت کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے۔ خروج باب ۱۶ آیت ۱۵ میں مَن کا سب سے پہلے ذکر ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ جب بنی اسرائیل ایلیم روانہ ہوئے تو راستہ میں خوراک نہ ملنے کے سبب انہوں نے شور مچایا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے ان سے گوشت اور روٹی کا وعدہ کیا۔ شام کو بے شمار بٹیر جنگل میں آ گئے جنہیں پکڑ کر انہوں نے گوشت کھایا اور صبح کے وقت ایک چیز زمین پر پڑی ملی جو چھوٹی چھوٹی سفید رنگ کی تھی۔ جسے دیکھ کر بنی اسرائیل آپس میں کہنے لگے "مَن" کیونکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کیا ہے (عربی میں مَن کے معنے کون کے ہیں۔ پس درحقیقت یہ بھی عربی لفظ ہے جو عبرانی نے استعمال کر لیا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ عربی میں مَن جاندار کے لئے بولا جاتا ہے غیر جاندار کے لئے نہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے عبرانی میں یہ لفظ بے جان کیلئے بھی استعمال ہونے لگ گیا تھا) تب موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا یہ وہی روٹی ہے جو خداوند نے کھانے کو تم کو دی ہے (خروج باب ۱۶ آیت ۱۵)

اس آیت کی بنا پر بعض لوگوں نے یہ خیال کیا ہے کہ مَن کا لفظ اس جگہ بطور استفہام استعمال ہوا ہے اور اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ یہ کیا چیز ہے؟ بعد میں یہ لفظ نام کے طور پر بنی اسرائیل میں استعمال ہونے لگا۔ چنانچہ اسی بات کو آیت ۳۱ میں لکھا ہے۔ اور بنی اسرائیل نے اس کا نام مَن رکھا۔ بعض محققین جارج ایبرز کی اتباع میں اس تشریح کو غلط سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے لفظوں کی مشابہت سے مغالطہ ہو گیا ہے۔ اصل میں یہ لفظ "منو" ہے اور قبطی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنے قبطی زبان میں کھانے کے ہیں اس لئے بنی اسرائیل نے مَن سوال اور استفہام کے طور پر نہیں کہا بلکہ چونکہ خدا تعالیٰ نے کہا تھا کہ یہ موعودہ روٹی ہے۔ انہوں نے اس کا نام منا (خوراک) رکھ دیا۔ کیونکہ اس کا اور کوئی نام انہیں معلوم نہ تھا۔ ان کا خیال ہے کہ مَن استفہامیہ کا استعمال ارمیک زبان میں نہیں اور یہ قابل تعجب امر ہے کہ اس مفہوم میں جس میں ارمیک زبان کا کوئی اَور لفظ استعمال نہیں ہوا۔ یہ لفظ مستعمل ہو جاتا مگر مسٹر فیلڈ نے اس حیرت کو بائبل کے ایک قدیم یونانی نسخہ سے دُور کرنے کی کوشش کی ہے۔ نیز اس نسخہ میں خروج باب ۱۶ آیت ۱۵ کے الفاظ "مَن" کی بجائے "کیا یہ مَن ہے" کے الفاظ ہیں۔ اور اگر یہ فرق تسلیم کر لیا جائے تو مَن خوراک کے معنوں میں درست ثابت ہوتا ہے اور استفہام کے الفاظ کا علیحدہ موجود ہونا ثابت کر دیتا ہے کہ مَن کا لفظ اس جگہ استفہام کے طور پر استعمال نہیں ہوا تھا۔

آپ کا خط ملا

مکرم عبدالحکیم اکمل صاحب۔ دی ہیگ ہالینڈ سے لکھتے ہیں:۔

امید ہے کہ آپ بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہوں گے۔ چشم بد دُور آپ نے تو الفضل میں ایسی نئی نئی اور دلچسپ تبدیلیاں فرمائی ہیں کہ اسے چار چاند لگ گئے ہیں۔ موجودہ حالات میں ایسا روزنامہ نکالنا واقعی آپ ہی کا کام ہے۔

آپ کی یاد ہمیشہ آتی رہتی ہے جنوری ۱۹۹۰ء میں آپ سے بیت الاقصیٰ ربوہ میں تھوڑی دیر کے لئے ملاقات ہوئی تھی مگر سیری نہ ہوئی۔ خیال تھا کہ آپ کے دفتر میں پہنچ کر جی بھر کر باتیں کروں گا۔ لیکن افسوس کہ وقت تھوڑا ہونے کے باعث یہاں تک نوبت ہی نہ آسکی۔ اب یہ تشنگی الفضل پڑھ کر ہی پوری کرتا ہوں اور الفضل کا بہت انتظار رہتا ہے۔ آپ کا کلام نظم و نثر ایک گہرا رنگ اپنے اندر لئے ہوتا ہے۔ جس کے پس منظر میں بعض حکمتیں۔ بعض حقیقتیں اور بعض مصلحتیں نظر آتی ہیں۔

ہم یہاں آپ کے لئے اور آپ سب کیلئے دعائیں کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو صحت و تندرستی کے ساتھ تا دیر سلامت رکھے۔ اور سلسلہ و دینِ حق کی خدمت کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔

ہالینڈ میں آجکل دینِ حق پر اخبارات میں مضامین شائع ہوتے ہیں ان سب میں دینِ حق کے کسی نہ کسی پہلو پر اعتراض کیا ہوتا ہے یہ اعتراضات قریباً ایک جیسے ہی ہوتے ہیں۔ افسوس ہے کہ ان کا کوئی مسلمان نہ اسلامی سفارت خانہ نہ کوئی اسلامی تنظیم جواب دیتی ہے جس سے اسلام اور قرآن

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا محمد منورؔ

مَیں کس لئے جیتا ہوں

زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اس لئے جینے کی پہلی وجہ تو ظاہر ہے۔ کہ موت و حیات کے مالک نے ابھی تک بلاوا نہیں بھیجا۔ اس لئے جی رہا ہوں۔ جب بلائے گا تو بعد شوق حاضر ہو جاؤں گا۔

تندرستی کے ایام میں جو کام کرنے کی توفیق ملی۔ اب ان میں سے اکثر کام چھوٹ گئے ہیں۔ زندگی بیکار سی معلوم ہوتی ہے اور جینے کی تمنا ٹھنڈی ہوتی جا رہی ہے۔ لکھنے پڑھنے سے اکتاہٹ ہوتی ہے۔ بولنے اور سننے سے جی گھبراتا ہے۔ کوئی ملاقاتی گھر پر آ جائے۔ تو بمشکل پندرہ بیس منٹ تک اس سے بات چیت کر پاتا ہوں۔ اس کے بعد گھبراہٹ اور بے کلی سی شروع ہو جاتی ہے۔

پھر بھی جئے جاتا ہوں۔ کیونکہ جینے کا سامان مہیا رہتا ہے۔ میرے روحانی آقا کی ایمان افروز باتوں کا خلاصہ سمندر پار سے یہاں پہنچ جاتا ہے۔ اس سے زندہ رہنے کی آرزو جوان رہتی ہے۔ ساری دنیا میں جماعت کی کارکردگی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے گھوم جاتا ہے۔ دل خوشی سے لبریز ہو جاتا ہے۔ مستقبل میں مزید ترقیات کی پیش خبریوں پر یقین بڑھ جاتا ہے۔ خدائی وعدوں کی تکمیل کے دن جلد آنے کی امید ہری بھری ہو جاتی ہے۔

جینے کا ایک اور سبب بھی ہے! وہ ہے۔ دعا۔ یوں تو بظاہر زندگی بیکار سی لگتی ہے۔ وہ سارے کام جو زندگی کی گاڑی کو کشاں کشاں آگے لئے جاتے تھے۔ اب رک گئے ہیں۔ لیکن ایک بات میں زیادتی ہو گئی ہے۔ دعا تو پہلے بھی کرنے کی توفیق میسر آ جاتی تھی۔ اب اس میں اضافہ ہو گیا ہے۔ زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کے حضور دعا اور گریہ وزاری میں گذرتا ہے۔ جو لوگ میدان عمل میں ہیں۔ ان کی عظیم الشان کامیابیوں کے لئے دل ہر وقت تڑپتا رہتا ہے ان میں سرفہرست تو ہمارے پیارے اور اولوالعزم امام ہیں۔ جو جوانی کے زمانے سے ہی خوگر جہاں نوردی تھے۔ خاموشی سے اللہ تعالیٰ انہیں جہانبانی کے فریضہ کے لئے تیار کر رہا تھا۔ اب تو ان کی رفتار میں بے پناہ اضافہ ہو چکا ہے۔ اور دلی تمناؤں کا اندازہ تو انسان سے لگایا ہی نہیں جا سکتا۔

بارہ جنوری ۱۹۹۲ء کو میری عمر کے ستر سال پورے ہو جائیں گے۔ میں اپنے رب کے احسانات پر شب و روز اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اپنے ملک اور بیرون ملک میں اس نے جو دینی خدمت کے مواقع مہیا فرمائے۔ وہ صرف اور صرف اسی کی دی ہوئی توفیق سے انجام پائے ہیں۔ اب تک دل سے دعائیں اٹھ رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان مساعی میں برکت ڈالے۔ ان ملکوں میں رہنے والے مخلص بھائیوں اور بہنوں کو ایمان و عمل اور قربانی کے میدان میں آگے ہی آگے بڑھاتا چلا جائے۔ اور ان کی نسلوں کو بھی جو مختلف براعظموں میں منتشر ہو گئی ہیں۔ ایمان کے تقاضے پورے کرنے کا حوصلہ بخشے۔

جب اپنی گذشتہ زندگی پر نظر ڈالتا ہوں۔ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ جوانی کے ایام سے ہی زندگی اور اس کی لذات سے دل برداشتہ رہا ہوں۔ میرے والد محترم نے حضرت فضل عمر کی.... کبیر کا وہ حصہ جو سب سے پہلے چھپا تھا۔ منگوایا اور مجھے پڑھنے کے لئے دیا۔ اس میں جب میں نے پڑھا کہ دنیا کی زندگی سے دل لگانے والوں اور اس سے پیار کرنے والوں کا انجام برا ہوگا۔ تو میرے دل سے دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو گئی۔ اس کے بعد قادیان جا کر حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تصنیفات کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا ان میں بھی دنیا سے دل برداشتہ رہنے کی تلقین تھی۔ اس لئے میں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ زندگی اس کے دین اور اس کی مخلوق کی خدمت کے لئے وقف کر دی۔

اب اپنی معذوری و مجبوری کے باعث باقاعدہ خدمت سے تو محروم ہوں لیکن دل ہر وقت انہی خیالات میں مگن رہتا ہے۔ اور دعاؤں میں جوش اور رقت روز افزوں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ۱۹۹۲ء کو بھی اپنی پیاری جماعت کے لئے بالخصوص اور ساری دنیا کے لئے بالعموم برکتوں سے معمور سال بنائے۔ اور اس صدی اور آنے والی تمام صدیوں کو حق کے غلبہ کی صدیاں بنائے اور ہمارا انجام بخیر کرے۔

جملہ قارئین کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ میرے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کسی نہ کسی رنگ میں دینی خدمت کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے اور مقبول دعاؤں کی توفیق ارزانی فرمائے۔

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات

نون۔ سین

بین المذاہب بیت العبادہ

سوئٹزرلینڈ میں جنیوا کے بین الاقوامی ہوائی اڈے پر ایک ایسی عمارت ہے جسے بین المذاہب افکار کے اظہار کا باعث سمجھا جاتا ہے۔ اس عمارت میں ہر مذہب کے لوگ داخل ہو کر اپنے اپنے خیالات اور اپنے اپنے افکار کا اظہار کر سکتے ہیں۔ ہزاروں مسافر اس میں داخل ہوتے ہیں۔ وہ چاہے مسلمان ہوں چاہے عیسائی یا یہودی اپنے ذاتی خیالات کا اظہار ایک کتاب میں تحریر کے ذریعے کرتے ہیں۔ اس کتاب کو کتاب الدعا بھی کہا جا سکتا ہے۔ ان میں سے بعض اس بات کا خوف محسوس کرتے ہیں۔ کہ خدا جانے ان کا سفر کیسا رہے گا۔ وہ باحفاظت منزل مقصود پر پہنچ سکیں گے یا نہیں۔ ان کے جہاز کو کوئی حادثہ تو پیش نہیں آ جائے گا۔ اور جب وہ منزل مقصود پر پہنچ جائیں گے۔ تو اپنے عزیز و اقارب کو کس حالت میں دیکھیں گے۔ بعض لوگ اپنے ایسے افکار کا اظہار کرتے ہیں۔ جن کا تعلق زندگی کے سفر سے ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ زندگی کا سفر خوشگوار تو ہے۔ لیکن اس کے خوشگوار ہونے کے عوامل میں دیگر لوگ بھی شامل ہیں۔ اگر دیگر لوگ مدد نہ کریں تو زندگی کا سفر خوشگوار بنانا نہایت مشکل ہے۔ بعض لوگ زندگی کے سفر کو نہایت تکلیف دہ پیش کرتے ہیں۔ اور اپنی اس خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ اس دنیا میں نہ آئے ہوتے۔ یا اگر آئے ہی تھے۔ تو ان کی زندگی اتنی تلخ نہ ہوتی جتنی کہ اب ہے۔ یہ باتیں وہ گفتگو کے رنگ میں لکھتے ہیں اور نہایت سلیس زبان میں پیش کرتے ہیں۔ چونکہ جنیوا ایک بہت بڑا بین الاقوامی ہوائی اڈہ ہے۔ اس لئے وہاں پر دنیا بھر کے لوگوں کو اپنے اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ ملتا ہے۔ اور اس کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے خیالات میں شریک ہونے کا ایک بہتر ذریعہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آئیے ہم اپنے خیالات ایک دوسرے کو پیش کریں۔ اور اس طرح ایک دوسرے کے خیالات میں حصہ لیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان خیالات کے اظہار سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ مختلف علاقوں اور مختلف مذاہب اور مختلف حالات میں سے گزرنے والے لوگ کس کس طرح سوچتے ہیں۔ اور پھر اپنے افکار کا کس طرح اظہار کرتے ہیں۔ ان کی امیدیں کیا ہیں۔ اور ان کے خوف کیا ہیں۔ اکثر لوگ یہ باتیں اپنی زبان میں لکھتے ہیں۔ لیکن بعض کسی اور زبان میں بھی لکھنا پسند کرتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص جو انگریز نہیں ہے۔ وہ انگریزی میں لکھتا ہے یا جو فرانسیسی نہیں ہے۔ وہ فرنچ میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ خاص طور پر افریقی لوگ اپنی اپنی زبان چھوڑ کر انگریزی یا فرانسیسی زبان کا استعمال کرتے ہیں۔ اس عمارت کو بین المذاہب عبادت گاہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ اس میں ایک طرف صلیب لٹکائی ہوئی ہے۔ اور دوسری طرف جائے نماز اور ایک کونے میں ایک کمپاس بھی رکھی ہوئی ہے۔ جس سے مسلمانوں کو اس بات کا علم ہو سکتا ہے۔ کہ مکہ کس طرف ہے۔ تاکہ اگر وہ نماز پڑھنا چاہیں تو مکہ کی طرف رخ کر سکیں۔ ایسی ایک بین الاقوامی اور بین المذاہب بیت العبادہ لندن کی ہیتھرو ایئرپورٹ پر بھی ہے یہاں بھی ایک کمپاس لگی ہوئی تھی۔ لیکن کہتے ہیں کہ کسی شخص نے وہ کمپاس چرا لی۔ اس کے بعد دوبارہ کمپاس نہیں لگائی گئی۔ اس سے پہلے بوسٹن ایئرپورٹ پر ایسا بیت العبادہ ۱۹۶۳ء میں تعمیر کیا گیا تھا۔ اب ساری دنیا میں ۱۷ ایسے بیت العبادہ موجود ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جنیوا میں جو بیت العبادہ ہے۔ وہاں پر سب سے زیادہ لوگ اپنے ایسے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔

بطروس غالی نئے سیکرٹری جنرل

یکم جنوری ۱۹۹۲ء سے ۶۹ سالہ

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

سید اعجاز احمد شاہ۔ جرمنی

مکرم چوہدری فضل حسین صاحب آف چونترہ

اخبار الفضل مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۹۱ء سے مکرم چوہدری فضل حسین صاحب صدر جماعت احمدیہ چونترہ ضلع راولپنڈی کی وفات کا علم ہوا۔ خاکسار کو ۱۹۵۲ء تا ۱۹۷۴ء کئی بار ضلع راولپنڈی میں بطور انسپکٹر مال خدمت سلسلہ بجالانے کی توفیق ملی۔ کشمیر سے مہاجرین کی جب پاکستان میں آمد ہوئی تو کیمبل پور کے قریب مالسر کیمپ۔ راولپنڈی کے قریب واہ کیمپ اور جہلم کے نزدیک کالا کیمپ میں کشمیر کے مہاجرین کو رکھا گیا۔ ان تینوں کیمپوں میں احمدی مہاجرین بھی تھے۔ کیمپوں میں الگ طور پر اونچی جگہ (تھڑا) بنا کر نمازیں باجماعت ادا کرتے تھے۔ کیمپوں سے ان کو دیہاتوں میں آباد کر دیا گیا۔ چنانچہ ضلع کیمبل پور میں موضع کسراں اور ضلع راولپنڈی میں موضع چونترہ دو جماعتیں ان ہی احمدی مہاجرین کشمیر کی تھیں۔ چونترہ میں مکرم چوہدری فضل حسین صاحب نے پہلے پہل اپنے مکان کی بیٹھک میں نمازوں اور نماز جمعہ کی ادائیگی اور درس وغیرہ کا انتظام کیا۔ ازاں بعد اپنے مکان کے ساتھ خود اپنے خرچ پر بیت الاحمدیہ بنوائی۔ اور مرکز سے معلم وقف جدید کو بلوا کر جماعت کے افراد و اطفال کی تعلیم و تربیت ہمیشہ مدنظر رکھتے۔

۲۔ آپ کنوئیاں نزد پونچھ کشمیر کے متمول زمیندار تھے۔ چونترہ میں آکر تجارت اور اینٹوں کا بھٹہ اور زمیندارہ کا کام کیا۔ خود تینوں کاموں کی نگرانی کرتے۔ بھائی اور بچے انکی معاونت کرتے۔ چنانچہ بفضل خدا ان کے چھوٹے بھائی چوہدری محبوب حسین صاحب اچھے کاروباری آدمی ہیں۔ اور لڑکے چوہدری خالد حسین صاحب وغیرہ بھی۔ شروع شروع میں چونترہ آکر جماعت قائم کی۔ خود صدر جماعت تھے۔ لہٰذا ہر دوست کا بجٹ بنوا کر باقاعدگی سے چندہ جات وصول کر کے مرکز بھجواتے اور جماعت کے کام کو اپنے نجی کاموں کی طرح باقاعدگی سے سرانجام دیتے۔ بلکہ سلسلہ کے کام کو پہلے ادا کرنا فرض سمجھتے سلسلہ کے اخبار و رسائل، الفضل، الفرقان، مصباح وغیرہ کے باقاعدہ خریدار رہے۔ اور بڑے ذوق و شوق سے مطالعہ کرتے اور جماعت کو اخبارات و رسائل کے مضامین سے آگاہ کرتے۔ جلسہ سالانہ پر تمام افراد اور کنبہ کو ایک دو ویگنوں میں خود امیر قافلہ بن کر ربوہ لے جاتے۔ ربوہ افسر صاحب جلسہ سالانہ کو لکھ کر دو تین خیمے قیام کے لئے ریزرو کروا کر اس میں جا کر قیام کرتے اور جلسہ سالانہ کے دنوں میں خیمہ جات میں قیام کو اس لئے پسند کرتے کہ وہ بیت مبارک کے نزدیک دارالضیافت کے سامنے ہوتے تھے۔

۳۔ مرکزی کارکنان کے ساتھ خاص لگاؤ و انس تھا۔ ان کی خاطر و تواضع میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے۔ خاکسار کے ساتھ تو ہمیشہ چھوٹے بھائیوں کا سا معاملہ اور سلوک رہا۔ اپنے بچے بچیوں کی شادیوں میں شامل کیا اور میرے بچے بچیوں کی شادیوں میں نہ صرف خود بلکہ اپنی اہلیہ اور بچیوں کو بھی شامل کیا۔ ان کی صحت کمزور رہتی تھی اور دل کے مریض تھے۔ خاکسار نے بڑی بچی سیدہ امۃ الحئی کی شادی حافظ آباد کی تو اپنی اہلیہ اور بچی کو جوان سال پوتے کے ساتھ شرکت کے لئے چونترہ سے حافظ آباد اپنی نمائندگی کے لئے بھجوایا اور مجھے لکھا کہ خود بوجہ بیماری شمولیت سے قاصر ہوں۔ بچوں کی والدہ ایک بچی اور پوتے کو اپنا نمائندہ بنا کر بھجوا رہا ہوں۔ جلسہ سالانہ ربوہ کے دنوں میں میری فیملی کے قریب خیموں میں آکر قیام کرتے۔ کم گو، عبادت گذار پابند صوم وصلوٰۃ، بے ضرر آدمی تھے۔ خود تکلیف اٹھا لیتے تھے۔ لیکن کسی کو تکلیف نہ پہنچاتے تھے۔ نظام کی اطاعت کا خاص جذبہ رکھتے تھے۔ خدا تعالیٰ جنت میں اعلیٰ و ارفع مقام نصیب کرے۔ اور ان کی اولاد در اولاد کو انکی خوبیوں نیکیوں کو اپنانے کی سعادت بخشے۔

سیاسی پیشگوئیاں؟

امریکہ کے ایک کالم نویس نے جس کے اسرائیل کے ساتھ خاصے قریبی تعلقات ہیں۔ نئے سال کے متعلق پیشگوئیاں کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سال ہندوستان پاکستان کے جوہری پلانٹ کو ختم کر دے گا۔ ولیم سیفائر اس کالم نویس کا نام ہے۔ اور وہ صیہونی نواز ہے۔ نیویارک ٹائمز کے لیے وہ مستقل طور پر کالم تحریر کرتا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ عالمی طور پر اس بات کو ناپسند کیا جائے گا۔ کہ طاقت کا استعمال کیا جائے۔ لیکن ہندوستان پاکستان پر حملہ کرے گا۔ اسرائیل عراق کے صدر صدام کو اس کے عہدہ سے ہٹا دے گا۔ اور ایسا کرنے کے لیے وہ یہ جواز پیش کرے گا۔ کہ صدام نے اسرائیل پر سکڈ میزائلوں سے حملے کیئے تھے۔ اسی طرح امریکہ کرنل معمر قذافی پر حملہ کرے گا۔

آخری بات جو اس نے کہی ہے۔ وہ یہ ہے کہ عراق کردوں کے مسئلے کا عسکری حل تلاش کرنے کی بھی کوشش کرے گا۔

ان ساری پیشگوئیوں میں سے اسے سب سے زیادہ مضبوط اور دلپسند یہ پیشگوئی ہے کہ ۱۹۹۲ء میں ہندوستان پاکستان کے خلاف کاروائی کرے گا۔ یہ پیش گوئیاں جو یہاں درج کی گئی ہیں۔ یہ تو نمونے کے طور پر ہیں۔ اس کے علاوہ بھی اس نے بہت سی باتیں کہی ہیں۔ جن کا عالمی مسائل کے ساتھ تعلق ہے۔

فرید احمد تبسم

پولو

پولو گلگت، سکردو کا قومی کھیل ہے

پولو بلتی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی "گیند" کے ہیں۔ بلتی زبان میں پولو گراؤنڈ کو "سوران" کہا جاتا ہے۔ یہ کھیل گھوڑوں پر کھیلا جاتا ہے۔ اس کھیل کے لئے لوگ شوق سے اعلیٰ نسل کے گھوڑے پالتے ہیں۔

ثقافتی لحاظ سے پولو مشہور کھیل ہے پولو کو "کھیلوں کا بادشاہ" کہا جاتا ہے۔ یہ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس کھیل کو بڑے بڑے بادشاہوں اور بہادروں نے کھیلا ہے۔ مثلاً

وزیر محمد اشرف خان اپنی کتاب "ہنزہ لینڈ آف ایشیا" میں لکھتے ہیں کہ

"۳۲۵ قبل مسیح میں سکندر اعظم کو تلوار کی بجائے ایک پولو گیند دیا گیا جس سے اُسے بہت خوشی ہوئی"۔

سلطنتِ دہلی کے ایک خاندان کے بادشاہ قطب الدین ایبک کی موت لاہور میں پولو کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گر کر واقع ہوئی تھی۔

مغل دور میں اس کھیل کے اثرات بہت نمایاں ہیں۔ مغل بادشاہ اکبر اعظم اس کھیل کے بڑے شوقین تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ رات کو چراغاں کر کے پولو کھیلا کرتے تھے۔

ایک روایت ہے کہ قدیم چین میں بھی پولو کھیلا جاتا تھا۔ اور قبل مسیح ایران میں بھی اس کھیل کا ثبوت ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فارسی میں اس کھیل کو "چوگان" کہا جاتا ہے۔

بلتستان کے عظیم راجہ علی شیر خان انچن اس کھیل کے بڑے شوقین تھے۔ اس کے تیار کردہ پولو گراؤنڈ اب بھی بلتستان میں موجود ہیں۔

ان تاریخی شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ واقعی پولو بہت قدیم کھیل ہے۔ بعض مورخین نے اس کھیل کو "وحشی کھیل" کا نام دیا ہے شاید اس وجہ سے کہ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ہلاکو خان اور چنگیز خان جب کسی علاقے کو فتح کرتے تھے تو دشمنوں

باقی اسی صفحہ کے کالم ۲ پر

بقیہ اسی صفحہ کے کالم ۴ سے آگے

سے بُری طرح انتقام لیتے تھے۔ بعض اوقات ان کے سر کاٹ کر اس سے پولو کھیلتے تھے مگر اس وقت میں اور اس وقت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

گلگت اور سکردو میں اس کے بہت خوبصورت گراؤنڈ تیار کیے گئے ہیں۔ یہاں باقاعدگی سے یہ کھیل کھیلا جاتا ہے۔ یہاں ہر سال بہار کے موسم میں سالانہ ٹورنامنٹ ہوتے ہیں۔ پولو کے شائقین ہزاروں کی تعداد میں ان مقابلہ جات کو دیکھنے کے لئے دور دراز علاقوں سے تشریف لاتے ہیں۔

بقیہ: صفحہ ۴ سے آگے

کے بارہ میں غیر لوگوں میں بلکہ کم علم مسلمانوں میں بھی بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہونے لگی ہیں حال ہی میں ہالینڈ کے ایک مشہور مستشرق جو یہاں کی مشرقی علوم کی مشہور یونیورسٹی لائیڈن (LEIDEN) میں دینیات کے استاد رہ چکے ہیں اور جن کا نام PROF DR. BRUGMAN ہے نے اسلام پر ایک مضمون لکھا جس میں مذہب اسلام پر پانچ گھر سے حملے کئے اور لوگوں کو اسلام سے متنفر کرنے کی کوشش کی۔ یہ مضمون یہاں کے ایک مؤقر روزنامہ NIEUWE ROTTERDAMSE CORANT کی اشاعت مورخہ ۲۶ اکتوبر میں شائع ہوا۔ یہ روزنامہ علمی حلقوں میں بہت مقبول ہے۔ خاکسار نے جب دیکھا کہ کوئی ان کے اعتراضات کا جواب نہیں دے رہا تو اس پر قلم اٹھایا اور بفضلہ تعالیٰ اس کا مسکت جواب دیا جو اسی روزنامہ میں مورخہ ۲۶ نومبر میں اسی صفحہ پر شائع ہوا۔ ابھی تک اس مستشرق کا مونہہ بند ہے اور قلم میں جرأت نہیں ہوئی کہ جواب الجواب لکھے مکمل خاموشی اختیار کر لی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات واعلانات

درخواست دعا: مکرم ظفر احمد صاحب ناصر دارالرحمت وسطی کی والدہ محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ کو ایک عرصہ سے کمر میں درد کی تکلیف چلی آرہی ہے۔ چند دنوں سے تکلیف میں شدید اضافہ ہو گیا ہے۔

○ مکرم میاں غلام احمد صاحب فیصل آباد کی والدہ محترمہ تقریباً پندرہ دن سے بوجہ بخار صاحب فراش ہیں نیز ان کی ہمشیرہ فرخندہ صاحبہ کا امریکہ میں گلے کا اپریشن ہوا ہے۔ ابھی تک ہسپتال میں داخل ہیں۔

○ مکرم طارق محمود صاحب جاوید مربی سلسلہ گیمبیا کے والد محترم محمد شریف صاحب حال نیویارک دل کی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

○ مکرم عزیز احمد ملک صاحب معلم وقف جدید کے والد مکرم ملک فضل داد صاحب مختلف عوارض میں مبتلاء ہیں۔

○ مکرم شیخ غلام جیلانی صاحب خوشنویس آف ننکانہ حال ربوہ مہینہ بھر سے بیمار ہیں۔ طبیعت زیادہ خراب ہے۔ احباب کرام سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

احباب ان کی کامل شفایابی اور درازی عمر کے لئے دعا کریں۔

بقیہ: صـ۲ سے آگے

خدا تعالیٰ کی طرف نہیں اٹھتی۔ اس کی ایک زبردست مادہ پرست حکومت کا سب سے بڑا سردار جو اپنی طاقت وقوت اور شان وشوکت کے گھمنڈ میں مست رہتا تھا۔ اس نے بھی محسوس کیا کہ اس اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور کہا آؤ۔ خدا سے دعا کریں کہ وہ ہماری مدد کرے چنانچہ وہ سارے گھٹنوں کے بل جھک گئے اور خدا تعالیٰ سے دعا کی

بقیہ صـ۱ سے آگے

دیتا ہے۔ پس اگرچہ رحمانیت کا مضمون یہیں ختم نہیں ہوتا بلکہ اسے آغاز کہنا بھی درست نہیں ہوگا۔ کیونکہ رحمانیت کے ذکر میں یہ بات ایک بہت ہی معمولی حیثیت رکھتی ہے لیکن سوچ کا ایک طریقہ ہے جو میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ اس طرح آپ سورۂ فاتحہ پر غور کرنا شروع کریں اور پھر رحمانیت پر غور کر کے رحیمیت پر آئیں اور وہاں جا کر دیکھیں کہ اور باتوں کے علاوہ رحیمیت میں بار بار دینے کا مفہوم ہے اور اس رنگ میں بار بار دینے کا مفہوم ہے کہ محنت ضائع نہ جائے بلکہ زیادہ ہو کر واپس ملے تو ساری کائنات میں رحیمیت پھیلی ہوئی دکھائی دینے لگے گی۔ ایک پہلو سے جب آپ خدا کو دیکھتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ ساری باقی صفات غائب ہو گئی ہیں۔ وہی اصل صفت بھی لیکن ربوبیت سے جب رحمانیت میں داخل ہوتے ہیں تو ہر طرف رحمان خدا کا نظارہ دکھائی دینے لگتا ہے۔ رحمانیت سے جب رحیمیت میں جاتے ہیں تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ کوئی بھی ایسی چیز نہیں جہاں رحیمیت کارفرما نہ ہو۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴ر دسمبر ۱۹۹۰ء)

بقیہ: صـ۳ سے آگے

کیا کرنا ہے یہ اُس وقت ہمارے پاس کہاں تھیں جب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ آئے۔ اگر ہم ان عمارتوں کے ملبے بیچ کر اور سب کچھ لٹا کر بھی کامیاب ہو گئے تو سمجھیں گے کچھ نہیں کھویا۔

بقیہ صـ۵ سے آگے

بطروس غالی جو ایک مصری سفارت کار ہیں نے اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری کا عہدہ سنبھال لیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس وقت اقوام متحدہ کو جو مسائل درپیش ہیں۔ وہ خاصے گھمبیر ہیں اس لئے بھی کہ عالمی تناظر بدل رہا ہے۔ سرد جنگ ختم ہو گئی ہے اور اب مختلف ملکوں کے آپس میں تعلقات پہلے کی نسبت بدلے ہوئے ہیں۔

بطروس غالی اقوام متحدہ کے چھٹے سیکرٹری جنرل ہیں۔ آپ ایک سفارت کار بھی ہیں۔ اور وکیل بھی۔ آپ کی یہ خواہش ہے کہ آپ اس عہدہ کے ذریعے دنیا میں امن وامان قائم کر سکیں۔ جہاں کہیں جھگڑے کی فضا پائی جاتی ہو وہاں خود کوشش کر کے امن وامان قائم کیا جائے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اقوام متحدہ دنیا بھر میں امن وامان کے لئے ترقی پذیر ممالک میں انتخابات اپنے زیر نگرانی کروایا کرے۔ انہوں نے اپنی پہلی ہی تقریر میں یہ کہا تھا کہ دنیا کو اس وقت سب سے بڑا چیلنج یہ درپیش ہے کہ کچھ لوگ دوسروں کے حقوق غصب کر رہے ہیں اور اس طرح جو حقوق سب کو ملنے چاہئیں۔ وہ خاصی تعداد میں لوگوں کو نہیں مل رہے۔ پیریز ڈی کوئیار نے اپنے عہد میں خاصے اہم مسائل طے کئے تھے۔ اور ان کی یاد ہمیشہ اچھے رنگ میں آتی رہے گی۔

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری

مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۲۹۵ میں

بشریٰ نسرین زوجہ اشتیاق احمد بھٹی قوم بھٹی پیشہ خانہ داری عمر ۴۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن مکان نمبر ۱۰۳۰/۱۹ فیڈرل بی ایریا کراچی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۵-۶-۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیورات طلائی وزنی ۲۶ تولہ مالیتی ۵۲،۰۰۰/- روپے۔ (۲) حق مہر ۱۰،۰۰۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ ۵۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے الامتہ۔ بشریٰ نسرین بھٹی ۱۰۳۰/۱۹ ایف۔ بی۔ ایریا۔ کراچی۔ گواہ شد نمبر۱۔ مبارک احمد بھٹی وصیت نمبر ۲۴۱۰۰۔ گواہ شد نمبر۲۔ اشتیاق احمد وصیت نمبر ۲۰۷۰۵۔

مسل نمبر ۲۸۲۹۶ میں فضل بی بی بیوہ بشیر احمد صاحب قوم انصاری پیشہ خانہ داری عمر ۶۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن پھلوکی P.O خاص ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹-۱۱-۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) حق مہر ۲۰۰/- روپے وصول شدہ۔ (۲) زیورات طلائی ۳ تولہ مالیتی ۱۰،۵۰۰/- روپے (۳) ترکہ خاوند مکان برقبہ ۶ مرلہ مالیتی ۸۰،۰۰۰/- روپے میرا شرعی حصہ ۱/۸۔ اس وقت مجھے ۳۰۰/- روپے ماہوار بصورت پسران مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۸ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ فضل بی بی بیوہ بشیر احمد صاحب ساکن پھلوکی P.O خاص براستہ قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ محمد شریف صدر جماعت احمدیہ پھلوکی ضلع گوجرانوالہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ مبشر احمد پسر موصیہ۔

مسل نمبر ۲۸۲۹۷ میں رزاق محمود طاہر ولد بشیر احمد محمود قوم راجپوت پیشہ تعلیم عمر ۲۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک ۳۶ ج ب P.O خاص ضلع سرگودہا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱-۱۱-۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی

باقی صـ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ بی بی سی نے وزیراعظم کے حالیہ دورہ کراچی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ وزیراعظم نے سندھ میں "سب ٹھیک ہے" کہنے والوں کی بات مسترد کر دی ہے چنانچہ کراچی پولیس اور سی آئی اے کے سربراہ کی تبدیلی اسی بات کی کڑی ہے۔ اس کے علاوہ سی آئی اے کے اختیارات میں بھی کمی کر دی گئی ہے۔ اب "اور لوگوں" کی بھی باری آنے والی ہے۔ وزیراعظم کے ان اقدامات کو اس پس منظر میں دیکھا جا رہا ہے کہ وہ جلد ہی قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو سے ملاقات کرنے والے ہیں۔

○ کراچی پولیس کا ادارہ "سی آئی اے کراچی"، وفاقی تحقیقاتی اداروں کے شکنجے میں آگیا ہے۔ گذشتہ کئی ماہ سے اس ادارے کے خلاف بے انتہا شکایات منظر عام پر آئی ہوئی تھیں وفاقی ادارے یہ تحقیقات کر رہے ہیں کہ چھوٹے گریڈ کے افسران کو بڑے بڑے عہدے کس طرح مل گئے۔

○ سندھ کے پولیس افسروں کے چہرے اتر گئے ہیں ان کی حرکات سے بے چینی کے آثار نمایاں ہیں۔ یہ تاثرات وزیراعظم کے حالیہ دورۂ کراچی کے اقدامات کے نتیجے میں ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ بعض پولیس والوں نے مخالفوں کو مقدمات میں پھنسانے کے لئے بلوچستان سے اسلحہ خریدا تھا۔

○ دفتر خارجہ کے ترجمان نے اس امر کی تصدیق کی ہے کہ روم میں جنرل آصف نواز اور شاہ ظاہر شاہ کے ایلچی کے درمیان مذاکرات ہوئے ہیں۔ تاہم دفتر خارجہ نے کہا ہے کہ ماضی میں بھی ظاہر شاہ سے رابطہ ہوتا رہا ہے حالیہ ملاقات غیر معمولی نہیں ہے۔

○ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان مصالحت کی کوششیں تیز کر دی گئی ہیں۔ قومی اسمبلی کے سپیکر مسٹر گوہر ایوب کی سرگرمیوں سے صدر کو پریشانی لاحق ہو گئی ہے۔ بدھ کے روز ڈپٹی سپیکر کی محترمہ بے نظیر بھٹو اور ائیر مارشل اصغر خان سے ملاقات ہوئی۔ یہ بھی کوششیں جاری ہیں کہ صدر کی محترمہ بے نظیر سے ملاقات ہو جائے اگر ایسا نہ ہو سکے تو صدر وزیراعظم اور قائد حزب اختلاف کی مشترکہ ملاقات ہو جائے۔ ادھر صدر کا کہنا ہے کہ وزیراعظم اور قائد حزب اختلاف کی مجوزہ ملاقات میں انہیں (صدر کو) اعتماد میں نہیں لیا گیا۔

○ ایک بھارتی اخبار نے پاکستانی افواج کے لئے امریکی امداد کی بحالی کے بارے میں محترمہ بے نظیر بھٹو کی اپیل کو خاص اہمیت دی ہے اور کہا ہے کہ اس سے فوجی حلقوں میں بے نظیر کا مقام بڑھ جائے گا۔ جنرل آصف نواز کے دورۂ امریکہ کو امریکی امداد بحال کرنے کے سلسلے میں اہم قرار دیا جا رہا ہے۔

○ آئی جی سندھ کو بھی تبدیل کیا جا رہا ہے۔ خیال ہے کہ چند دنوں میں وہ اپنا چارج چھوڑ دیں گے۔

○ محترمہ بے نظیر نے کہا ہے کہ ایم کیو ایم کے حریف گروپ نے ایم کیو ایم کی قیادت کے بارہ میں جو الزامات عائد کئے ہیں وہ باعث تشویش ہیں ان کا نوٹس لیا جانا چاہیئے۔

○ دفتر خارجہ کے ترجمان نے کہا ہے کہ افغانستان کے بارے میں پاکستان کی پالیسی تبدیل نہیں ہوئی۔

○ ملک میں مہنگائی ۴۰ فیصد بڑھ گئی ہے۔ اشیائے صرف کی قیمتوں پر حکومت کا قابو نہیں رہا۔

○ ایم کیو ایم کے سربراہ الطاف حسین نے کہا ہے ہم حمایت اور مخالفت دونوں کام کھل کر کرتے ہیں وزیراعظم کو دوست دشمن میں تمیز کرنی چاہیئے۔

○ حکومت نے سات ریل گاڑیاں بند کر دی ہیں اور دو کے روٹ میں کمی کر دی گئی ہے۔

○ امریکہ نے انسانی ہمدردی کی بناء پر افغانستان کی امداد بحال کر دی ہے اس میں ہسپتالوں اور سکولوں کا قیام سڑکوں اور پلوں کی تعمیر شامل ہے

○ سندھ میں خطرناک ڈاکوؤں میں باہمی تصادم ختم ہو گیا ہے۔ اور آپس میں صلح کے بعد اہل سندھ ڈاکو ایسوسی ایشن قائم کر دی گئی ہے۔ چودھراہٹ کے لئے علاقے بانٹ لئے گئے ہیں چانڈیو اور کلہوڑو گروہوں نے قرآن پاک درمیان میں رکھ کر ایک دوسرے کے علاقے میں مداخلت نہ کرنے کی یقین دہانی کرائی۔

○ سندھ جمہوری تحریک کے رہنما کامریڈ جام ساقی نے بتایا ہے کہ ڈاکوؤں نے انہیں پیغام بھیجا ہے کہ تم جتنے امن مارچ چاہے کر لو ہم ڈاکے ڈالنا نہیں چھوڑیں گے۔ بالا افسران ہمارے ساتھ ہیں۔

غیر ملکی خبریں

○ امریکہ کے صدر بش اپنے دورۂ جاپان کے دوران ایک تقریب میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک بے ہوش ہو کر کرسی سے نیچے فرش پر گر گئے۔ اس اچانک واقعے سے تقریب میں سراسیمگی پھیل گئی۔ جاپان کے وزیراعظم اور دیگر افراد نے صدر کو تھاما اور ان کو فوری طور پر ایمبولینس میں ڈال کر ان کی رہائش گاہ پہنچا دیا گیا۔ جہاں ان کو طبی امداد دی گئی۔ اب ان کی حالت بہتر بیان کی جا رہی ہے۔ ان کا حالیہ دورۂ جاپان منسوخ نہیں کیا جا رہا ہے۔ تاہم ان کی مصروفیات میں کمی کر دی گئی ہے۔

○ صدر بش کی صحت کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ ان کو دل کا دورہ نہیں پڑا بلکہ ان کو اسہال کی تکلیف تھی اور اس کے نتیجے میں ان کو متلی اور چکر کی تکلیف ہوئی۔ تاہم بعض دیگر ذرائع نے کہا ہے کہ ان کو دل کا دورہ پڑا ہے۔ وائس آف امریکہ نے بتایا ہے کہ ان کو چند ماہ قبل بھی دل کا دورہ پڑا تھا۔ ان کی حالت تشویشناک بھی بتائی گئی ہے۔ صدر بش کی عمر ۶۶ سال ہے۔ ان کے نائب صدر ڈان کوئیل کو الرٹ کر دیا گیا ہے۔ کیوں کہ صدر کی غیر معمولی صورت حال کے نتیجے میں اقتدار ان کے سپرد کیا جا سکتا ہے۔

○ فرانس کے صدر متراں نے وزیراعظم پاکستان کے دورۂ فرانس کا خیر مقدم کیا ہے وزیراعظم فرانس کا پانچ روزہ دورہ کر رہے ہیں۔

بقیہ ص۷ سے آگے

اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا رہونگا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ رزاق محمود طاہر چک ۳۶ ج ب ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودہا۔ گواہ شد نمبر ۱۔ احمد عرفان مربی سلسلہ وصیت نمبر ۲۵۶۹۰ گواہ شد نمبر ۲۔ نعیم احمد صدر جماعت احمدیہ چک ۳۷ ج ب ضلع سرگودہا۔

نگران: حکیم منوّر احمد ابن حکیم عبدالعزیز
عزیز دواخانہ رجسٹرڈ چک چٹھہ نزد حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ
مینیجر: حکیم ناصر احمد قمر ابن حکیم منوّر احمد

پتہ

حبوب مفید اٹھراء
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون ۶۳۴
چھوٹی شیشی: ۱۶ روپے :: بڑی شیشی ۴۸ روپے

جرمن ہومیوپیتھک ادویات
مدرٹنکچرز۔ پوٹینسیاں اور بایوکیمک کی تمام ادویات کے علاوہ
خالی شیشیاں، اور ہر قسم کی گولیاں بھی دستیاب ہیں۔ شوگر آف ملک اور پاکستانی ادویات بھی دستیاب ہیں
کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی (رجسٹرڈ) ربوہ فون ۷۷۱، ۶۰۶